

## Maikay Ka Maan

[یہ دو، دو درجن تو ہو گئے عامر اور رافع کے بچوں کے اور یہ ڈیڑھ درجن میری ذکیہ کے لیے ”بازار سے منگوائی دیسی انڈوں کی پیٹی اپنے آگے رکھے فخر النساء اس میں سے انڈے گن گن کر ڈبوں میں ڈالتی جا رہی تھیں کہ ذکیہ کا نام لیتے ہی پاس گھڑی ان کی دونوں بہوؤں کے چہروں پر ایک ساتھ ناگواری کے تاثرات ابھرے۔ لیں بھلا، اب انڈے بھی کوئی بانٹنے والی چیز ہے بھابی! چھوٹی ندرت نے طنز یہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا جب کہ بڑی والی الگ ہی بیٹھی تھی۔ غصے میں بولی چلی گئی۔ تو اور کیا۔ ذکیہ آپا کو لینا خوب آتا ہے، میاں کی اچھی خاصی کمائی ہونے کے باوجود بھی ان کی نظریں میکے کی چیزوں پر ہیں۔ مانا کہ بھائیوں کا کاروبار خوب چلتا ہے۔ روپے پیسے کی کمی نہیں پر اس کا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ وہ ہر چیز اپنا حق سمجھ کر وصول کرتی جائیں۔“ کچن میں سبزی کاٹنے کے ساتھ ساتھ یہ دیورانی اور جٹھانی سرگوشیوں میں اپنے دل کا غبار نکالنے میں تھی کہ ساس کو کچن کی طرف آتے دیکھ کر خاموش ہو گئیں۔ ہما بیٹا! آج گوشت ذرا زیادہ پکا لینا۔ شام میں ذکیہ ا رہی ہے ہماری طرف۔ فخر النساء نے اگر خوشی خوشی انہیں بھی اطلاع دی۔ مہینہ بھر تو ہو چلا تھا اسے میکے کا چکر لگانے۔ آج آنا چاہ رہی تھی تو میں نے کہا پھر رات کا کھانا تم سب ادھر ہی کھانا۔ ہما تم اچھا سا سالن بنا لو۔ میں گز والے چاول پکالوں گی، ذکیہ شوق سے کھاتی ہے اور ہاں ندرت بیٹا تم رافع کو فون کر دو، رات دکان سے آتے ہوئے بروسٹ بھی لیتا\xa0\انے۔“ جی اماں! ابھی کہ دیتی ہوں۔“ ساس کے کہنے پر ندرت نے آخری جواب دیا اور فون کرنے چلی گئی۔ بہوؤں کو کھانے سے متعلق ہدایات دینے کے بعد فخر النساء نے واپس اپنے کمرے کی جانب لوٹ گئیں۔ ہما اور ندرت ابھی دیسی انڈوں کی قربانی کا غم ہی نہ بھول پائی تھیں کہ اوپر سے ساس صاحبہ نے ذکیہ آپا کی آمد کا اعلان کر کے انہیں مزید ہلا دیا۔ ندرت میرے تو کان پک گئے ہیں یہ ہر وقت کا ذکیہ نام سن سن کر – بیزاری کی آخری حدوں کو چھوٹی ہما بولی تو ندرت اپنے خیالات کا اظہار کرنے میں پیچھے کیوں رہتی۔ بھابی یہ ہم بہوؤں کا ہی حوصلہ ہے جو ہماری ساس، ہمارے بھی پیسوں سے اپنی بیٹی کو نوازے جاتی ہیں اور آگے سے بجائے احتجاج کرنے کے لٹا ہم تسلیم غم کیے دیتی ہیں۔ ادھر ایک میری امی ہیں، کیا مجال ان کی جو اپنی بہو کے سامنے ایک جوئی بھی پکڑا دیں۔ انہوں نے جو دینا ہوتا ہے بس چپکے سے میری مٹھی میں دبا دیں گی لیکن ادھر پہلے ذکیہ آپا پھر اور کوئی۔“ کہ تو تم بالکل ٹھیک رہی ہو کیونکہ میری امی بھی کچھ ایسا ہی کرتی ہیں۔“ ندرت کی باتوں پر ہما سر ہلا ہلا کر اتفاق کرتی رہتی تھی۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ عید بقر عید کے علاوہ بھی بھابی ہمیں کھانے پر بلا لیں۔ جب چلے جاؤ دال سبزی گھر میں پکی ہو وہی آگے لا رکھیں گی۔ وہاں باہر سے منگوانے کا ایسا کچھ نہیں ہوگا اور ہمارے سرال میں ہر تیسرے ہفتے نند صاحبہ کے لیے ہر تکلف دعوت کی جاتی ہے۔ ذکیہ آپا جب رات کو آئیں تو بھتیجے بھتیجیوں کے لیے بہت ساری اُٹس کریم بھی لیتی آئیں۔ کھانے کے بعد اپنی اپنی پسند کا فلیور اُٹس کریم کھاتی بچہ پارٹی کی خوشی دینی تھی۔ گھر واپس جاتے ہوئے اماں کے پاس دیسی انڈوں کا ڈبا دیکھ کر ان کی تو آنکھیں ہی چمک اٹھیں۔ ارے دادا دیسی انڈے، میرے پسندیدہ ”کہہ کر جھٹ اماں کے ہاتھ سے\xa0\xa0\ڈبا لے لیا اور چلتی بنیں۔ ان کی یہ حرکت بھلا دونوں بھابیوں سے کیوں کر چھپی رہ سکتی تھی۔ اف میرے اللہ۔ ندرت کتنے منگے ہوں گے یہ انڈے۔ آپا نے تو یوں خوشی کا اظہار کیا جیسے انہیں دیسی نہیں بلکہ سونے کے انڈے مل رہے ہیں۔“ وہی تو میں سوچ رہی ہوں بھابی! بندہ جھوٹے منہ ہیں کہ دیتا ہے کہ اماں رہنے دیں۔ میرے بھتیجے بھتیجیوں کو کھلا دیں مگر توبہ کر پی جی، یہاں انکار تو ہے ہی نہیں۔ رات کے کھانے کے بعد کچن سمیٹتے ہوئے ان دونوں کا ذکیہ آپا پر دھواں دھار تبصرہ جاری تھا۔“\xa0\دل لگا کر پڑھا کرو۔ اب دیکھو نہ تمہاری پھوپھو کو پہلے پانچھویں جماعت میں وظیفہ ملا اس کے بعد آٹھویں میں بھی اور پھر میٹرک کے امتحان میں تو میری ذکیہ کی پورے ضلع میں دوسری پوزیشن آئی تھی۔ اخباروں میں اس کے نام کے ساتھ یہ تصویریں لگیں – اس کے دادا نے تو گھر پر ہی چلوائی بٹھالیا تھا اور منوں کے حساب سے مٹھائی بانٹی گئی تھی۔“ بچوں کی عادت تھی کہ ہر ہفتے کی رات وہ لازمًا دادی سے کھانی سن کے سویا کرتے۔ آج بھی وہ سب مل کر ان کے بستر میں ان گھسے تھے۔ انہیں نیک دل شہزادی اور ظالم جن کی کہانی سناتے سناتے فخر النساء نے کب کہانی\xa0\کا رخ ذکیہ اکی طرف موڑ لیا تھا کہ اماں کے لیے دودھ کا گلاس لاتی ندرت یہ ذکر سن کر و ہیں باہر سے پلٹ آئی۔ کیوں بھئی کیا ہوا، دودھ واپس لے آئی ہو؟ ہما اس سے پوچھنے لگی۔ اندر ساس صاحبہ تو بچوں کو کہانی سناتے کے بجائے ان کی ذکیہ پھوپھو کی قابلیت کی داستانیں کھولے بیٹھی ہیں اور میرا کم از کم اس وقت یہ سب سننے کا بالکل بھی موڈ نہیں ہے۔ بھابی میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں، آپ کسی بچے کو ہو لو\xa0\اماں کو دودھ بھجوا دیں۔ گلاس میز پر رکھ کر کمرے کی جانب جاتی ہوئی ندرت اس وقت ہما کو بے حد جھنجلائی ہی نظر آئی۔ یہ اماں بھی بیٹی کی تعریف بگھارنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتیں۔ جب دیکھو ایک ہی بات یہ سوچے بغیر کہ اگلا بندہ چڑ بھی سکتا ہے۔“\xa0\ندرت کے لیے دل میں ہمدردی کے جذبات لیے ہما منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگی۔ دادی کیا ہماری پھوپھو پڑھائی میں بہت لائق تھیں؟“ اندر ندرت کی ہی بیٹی فریال دادی سے پوچھ رہی تھی۔ تو ہاں نا۔ تمہاری پھوپھو پڑھائی میں بڑی ہی اچھی تھی۔ پورے خاندان میں سب سے زیادہ ذہین وہ ہی تو تھی۔۔۔ پھر تو دادی میں بھی ذکیہ پھوپھو کی طرح خوب سارا پڑھ کے بورڈ میں پوزیشن لوں گی۔ ننھی فریال کے بہت بڑے ارادے پر تو دادی کو بے تحاشا پیار آ گیا اور اسے چوم کر بولیں۔ شاباش میری بچی! اپنے ماں باپ کے لیے باعث فخر بنو اور کوئی بھی ایسا غلط کام جس سے انہیں ندامت اٹھانا پڑے، اس سے کوسوں دور رہو۔“ فخر النساء کے ایک بھائی محکمہ فشریز میں آفیسر تھے۔ اس پار سردیوں میں انہوں نے بہن کو ڈھیر ساری مچھلی بھجوائی۔ دونوں بہوؤں کے ساتھ مل کر مچھلی صاف کرنے کے دوران حسب عادت اس میں سے بیٹی کا حصہ نکالنا نہ بھولی تھیں۔ یہ پانچ دانے ذکیہ کے ہیں۔ لو بھئی لڑکیو! ساری مچھلی دھو کے چھلنی میں رکھو۔ میں اتنی دیر میں اسے مسالا لگاتی ہوں۔ پہلے ذکیہ کو بھی پکڑاؤں۔“ باہر جاتی ہوئی وہ نجائے کیا سوچ کر رکیں اور گویا ہونیں۔ اپنے گھر میں بے شک اچھے سے اچھا کھاتی پکاتی ہے ذکیہ کیا کروں ماں ہوں نا اسے دیے بنارہ نہیں پاتی۔ سچ کہوں تو وہ اس گھر اور سب بڑوں، بچوں کے لیے اتنی دعائیں کرتی ہے کہ مجھے تو لگتا ہے۔ کہ یہ اس کی دعائیں ہی ہیں، جو اللہ نے ہمیں رزق سے مال کی فروانی عطا کر رکھی ہے۔“ دونوں بہنیں فرماں برداری سے ساس کی باتیں سن رہی تھیں تمہارے سرکھا کرتے تھے کہ۔ ہماری ذکیہ بڑے بختوں والی ہے جب سے پیدا ہوئی ہے ہمارے گھر میں خوش حالی ہے اور جس روز سے بیاہ کر سسرال گئی ہے اس کا میں لاکھوں میں کھیل رہا ہے۔ اللہ پاک نے بڑے رنگ لگا رکھے ہیں میری ذکیہ کو۔ مچھلی کا لفافہ اٹھائے پھر اماں

لاتی ہیں یہاں ان کے تو باہر نکل گئیں۔ ساس کے جاتے ہی ہما کی آواز بلند ہوئی۔ جانے کہاں کہاں سے اپنی منطق ڈھونڈ حساب سے رافع اور عامر کا کاروبار چلانے اور بڑھانے میں کوئی کمال نہیں۔ ہمارے نصیب کا کچھ ذکر نہیں، نہیں جو بھی ہے ذکیہ آپا کی دعا ہی سے ہے جن سے ہمارا گھر جاتا ہے۔ جب تک اماں کی زندگی ہے کرلیں عیاشیاں، بعد میں ہم نے کون سا انہیں پوچھنا ہے۔ کیوں اپنے بچوں کا کچھ نہیں سوچنا۔ ساری زندگی آپا کا گھر ہی تو نہیں بھرنا۔ ”ہما کے بعد ندرت نے بھی دل کی بھڑاس نکالنے میں دیر نہ کی۔ جب فخر النساء کا انتقال ہو گیا تو ایک بیٹی کی حیثیت سے ذکیہ آپا نے بھی اپنی ماں کے جانے کا بڑا صدمہ لیا۔ ان کے چہلم تک باقاعدگی سے آکر وہ ان کی کمرے میں بی بیٹھ کر قرآن پڑھا کرتیں۔ اس کے بعد تو انہوں نے آنا بالکل کم کر دیا۔ کچھ بھابیوں کے سرد رویے انہیں میکے کی دہلیز کم ہے پار کرنے دیتے۔ ادھر ساس کا چہلم گزر انہیں ادھر ندرت کے مشورے سے ان کے کمرے کا سارا سامان اٹھوا کر اسٹور میں جا رکھوایا اور اس کمرے کو بچوں کے لیے سیٹ کر کے اماں کی پر نشانی اور یاد کو مٹانے میں ذرا بھی تاخیر نہ کی۔ ذکیہ آپا اس بات کے دکھ کا اظہار زبان سے تو نہ کر پائیں مگر جب بھی وہ گھڑی بھر کے لیے بچوں سے ملنے آئیں تو اماں کے کمرے کی طرف دیکھ دیکھ کر چکے سے آنسو بہا لیا کرتیں۔ انہیں اس کیفیت میں جینا دیکھ کر ہما اور ندرت فاتحانہ مسرور ہوا کرتیں۔ عامر اور رافع نے بہن کے ساتھ روا رکھے گئے سلوک پر روکنا چاہا پر اپنی بیویوں کے سامنے بے بس نظر آئے ساس کے بعد پہلی عید تو سوگ میں گزری دوسری عید قریب آئی تو شاپنگ سے آکر ہما اپنا سیٹ ندرت کو دکھا رہی تھی ہما نے بھی سیٹ کی دل کھول کر تعریف کی لیکن ہما کہنے لگی کہ پہلے تو عامر پیسے ہی نہیں دے رہے تھے پھر نجانے دل میں کیا آئی مجھے پیسے دیے کہ اپنے اور ذکیہ آپا کے لیے سوٹ لے او۔ اپنے بچوں کے کپڑوں کے لیے تو میں نے دو ماہ پہلے جو میری کمیٹی نکلی تھی، وہ سنبھال کے رکھی ہوئی تھی۔ اس میں سے خرید کر لائی ہوں اور یہ رہا آپا کا سوٹ ”کیڑے کی عام دکان سے خریدا گیا معمولی سے پرنت اور رنگ والا سستا سا سوٹ نکال کر وہ ندرت کو دکھانے لگی۔ کون سا سستا ہے۔ پورے بارہ سو روپے میں آیا ہے۔ کوئی آپا، ہمارے جوڑے پر بھی تو نہیں بیٹھی ہوتیں۔ میں نے تو فرض پورا کرنا تھا سو کر دیا۔ حالات اچھے ہوں گے جب دیکھا جائے گا۔ ابھی تو ان کے دونوں بچوں کو عیدی بھی رہتی ہے۔ ”بہا بھی بہترین سوٹ ہے، بالکل ٹھیک کیا ہے آپ نے۔ میرے شوہر تو خود کاروبار نہ چلنے کی وجہ سے۔ پریشان ہیں۔ ان کے بچوں کو دو، دو سو روپے عیدی دے دوں گی اگر وہ عید پر ملنے آئے تو۔ ”گئے ہاتھوں ندرت نے و اپنے ارادے سے بھی باخبر کر دیا۔ عید کے روز سہ پہر میں جب ذکیہ آپا ملنے آئیں تو دونوں بھابیوں کے منہ اس وقت یہ دیکھ کر کھلے کھلے ہی رہ گئے کیوں کہ انہوں نے ہما کا دیا و ہی سستا سوٹ سلوا کر پہن رکھا تھا۔ کہنے لگیں۔ حسن نے تو عید کے تینوں دن کے لیے میرے پسندیدہ ڈیزائنر کے کڑھائی والے سوٹ دلوئے ہیں لیکن میں نے کہا کچھ بھی ہو، آج میں عید کے دن میکے سے آیا ہوا جوڑا ہی پہنوں گی۔ حسن آپ والے عید کے اگلے دن پہن لوں گی ”وہ بول رہی تھیں اور شرمندگی اور ندامت کے کڑھوں میں گرتی ہما اور ندرت جنہیں کہیں منہ چھپانے کو جگہ نہ مل رہی تھی۔ ذکیہ آپا خالی ہاتھ نہیں آئی تھیں، کیک، مٹھائی، بچوں کے لیے کھلونے اور عیدی کے ساتھ ساتھ ہما اور ندرت کے لیے بھی اپنے جیسے ہی شاندار کڑھائی والے سوٹ لائی تھیں۔ ارے آپا اتنا سب کچھ کس لیے۔ ہم نے آپ کو دینا ہے لینا ہر گز نہیں۔ ”دونوں بھائیوں نے انہیں منع کرنا چاہا تو وہ مصنوعی ناراضی سے بولیں۔ میں تم دونوں سے بڑی ہوں اور بڑوں کو انکار نہیں کرتے۔ جب تک اماں ابا زندہ رہے تو میں بھی چھوٹی ہی رہی۔ اماں جو کچھ دیا کرتیں، میں خوشی سے پکڑ لیا کرتی مگر اب تو نہیں۔ ”ان کو یاد کر کی آپا کی آنکھوں کے کونے بھیگ گئے۔ اللہ میرے میکے کو شاد رکھے۔ بڑی بہن ماں کے برابر ہوتی ہے، اس لحاظ سے میرا فرض بنتا ہے کہ میں تم سب کا خیال رکھوں۔ ”اس دوران ہما اور ندرت کی حالت کا تو تولہو نہیں کے مصداق تھی۔ ذکیہ آپا کی اعلیٰ طرفی کے آگے ان دونوں کی پست ذہنیت کا بت پاش پاش ہو گیا۔ آپا سچ میں بڑے بختوں والی تھیں۔ بوس و حسرت سے میرا شفقت سے بھرپور جنہیں نہ تو کل کوئی لالچ تھا اور نہ ہی آج۔ ایک صرف عزیز تھا تو اپنے میکے کا ماں جس کی سلامتی کے لیے وہ بے لوث دعا گو رہا کرتی تھیں اور اس بات کو انہوں نے اپنے کردار و عمل سے ثابت کر دکھایا۔ اماں کے مرنے کے بعد ذکیہ آپا سے روار کہے جانے والا سلوک، ان کے کمرے کا سامان اسٹور میں رکھوا کر آپا کو دی گئی اذیت پر اپنی فتح کا جشن منانا۔ عامر اور رافع کا مسلسل گرتا ہوا کاروبار اور گھر یلو حالات میں مندی یہ سب ہما اور ندرت کے لیے ایک ایک کر کے آئینہ کی طرح صاف و شفاف تھا جس میں انہیں اپنا کردار داغدار نظر آرہا تھا۔ عید نام ہے اپنوں کے لیے دلوں میں جمی کنورت اور رنجش کی سبابی کو مٹا کر سچے پر خلوص جذبوں کے ساتھ ان سے ملنے کا۔ غلطیوں کی اصلاح اور تلافی کے لیے شاید عید کے دن سے زیادہ بہتر موقع اور کوئی نہ تھا۔ اس کا دیر سے ہی کسی مگر انہیں احساس تو ہو گیا تھا۔ جب ہی آنکھوں میں آنسو اور دل میں احساس شرمندگی لیے ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ایک ساتھ اٹھ کر ذکیہ آپا کے گلے جا لگیں۔“